تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو پند و نصائح

(ملفوظات جلد6ایڈیشن1984ء)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے۔

مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ۔ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:8-9)

پس جو کوئی ذرّہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اُسے دیکھ لے گا۔ اور جو کوئی ذرّہ بھر بھی بدی کرے گا وہ اُسے دیکھ لے گا۔

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا۔ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق:3-4)

اور جو اللہ سے ڈرے اُس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنادیتا ہے۔ اور وہ اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔

اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پے مرضئ خدا

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بطور حَکَم وعدل اور نبی، مجدّد اور مصلح کے آپؑ کے ملفوظات، ارشادات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ جو ملفوظات کے نام سے دس جلدوں میں اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ خاکسار ”مشاہدات“ کے تحت تقاریر کی صورت میں روزمرّہ تربیتی نصائح کو اکٹھا کر رہا ہے۔ آج 1984ء ایڈیشن کی ملفوظات کی جلد نمبر 6 میں درج پند و نصائح تقریر نمبر 2 کی صورت میں پیش ہے۔

سامعین! چند عورتوں کے بیعت کے موقع پر جامع وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

”اس سے مطلب یہ ہے کہ قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی پرورش ضرور ہوتی ہے۔ دیکھو! بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کس طرح خدا تعالیٰ اس کے ناک، کان وغیرہ غرض اس کے سب اعضاء بناتا ہے اور اس کے دو ملازم مقرر کرتا ہے کہ وہ اس کی خدمت کریں۔ والدین بھی جو مہربانی کرتے ہیں اور پرورش کرتے ہیں وہ سب پرورشیں بھی خدا تعالیٰ کی پرورشیں ہوتی ہیں۔

بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سوا اَوروں پر بھروسہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر فلاں نہ ہوتا تو مَیں ہلاک ہو جاتا۔ میرے ساتھ فلاں نے احسان کیا۔ وہ نہیں جانتا کہ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ (الفلق:2)۔ مَیں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کی تمام پرورشیں ہیں۔ ربّ یعنی پرورش کنندہ وہی ہے اس کے سوا کسی کا رحم اور کسی کی پرورش نہیں ہوتی حتّٰی کہ جو ماں باپ بچے پر رحمت کرتے ہیں دراصل وہ بھی اُسی خدا کی پرورشیں ہیں اور بادشاہ جو رعایا سے انصاف کرتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے وہ سب بھی اصل میں خدا تعالیٰ کی مہربانی ہے۔

ان تمام باتوں سے اللہ تعالیٰ یہ سکھلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں۔ سب کی پرورشیں اسی کی پرورشیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ بادشاہوں پر بھروسہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں نہ ہوتا تو مَیں تباہ ہو جاتا اور میرا فلاں کام بادشاہ نے کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ یاد رکھو! ایسا کہنے والے کافر ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ کافر نہ بنے، مومن بنے اور مومن نہیں ہوتا جب تک کہ دل سے ایمان نہ رکھے کہ یہ سب پرورشیں اور رحمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ انسان کو اس کا دوست ذرہ بھی فائدہ نہیں دے سکتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کا رحم نہ ہو۔ اسی طرح بچے اور تمام رشتہ داروں کا حال ہے اللہ تعالیٰ کا رحم ہونا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل مَیں ہی تمہاری

پرورش کرتا ہوں۔ جب تک خدا تعالیٰ کی پرورش نہ ہو تو کوئی پرورش نہیں کر سکتا۔ دیکھو! جب خدا تعالیٰ کسی کو بیمار ڈال دیتا ہے تو بعض دفعہ طبیب کتنا ہی زور لگاتے ہیں مگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ طاعون کے مرض کی طرف غور کرو سب ڈاکٹر زور لگا چکے مگر یہ مرض دفع نہ ہوا۔ اصل یہ ہے کہ سب بھلائیاں اسی کی طرف سے ہیں اور وہی ہے جو تمام بدیوں کو دور کرتا ہے۔

پھر فرماتا ہے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الفاتحہ:2)۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور تمام پرورشیں تمام جہان پر اسی کی ہیں۔

الرَّحۡمٰنِ وہی ہے جس کی رحمتیں بے بدلہ ہیں مثلاً انسان کا کیا عذر تھا اگر اللہ تعالیٰ اُسے کُتّا بنا دیتا تو کیا یہ کہہ سکتا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ! میرا فلاں عمل نیک تھا اس کا بدلہ تو نے نہیں دیا۔

الرَّحِیۡمِ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کے بدلہ نیک نتیجہ دیتا ہے جیسا کہ نماز پڑھنے والا، روزہ رکھنے والا، صدقہ دینے والا دنیا میں بھی رحم پائے گا اور آخرت میں بھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (التوبہ:120) دوسری جگہ فرماتا ہے مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ۔ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:8-9) یعنی اللہ تعالیٰ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا جو کوئی ذرہ سی بھی بھلائی کرتا ہے وہ اس کا بدلہ پالیتا ہے۔

ایک یہودی نے کسی شخص کو کہا کہ مَیں تجھے جادو سکھلا دوں گا شرط یہ ہے کہ تو کوئی بھلائی نہ کرے۔ جب دِنوں کی تعداد پوری ہو گئی اور جادو نہ سیکھ سکا تو یہودی نے کہا کہ تم نے ان دنوں میں ضرور کوئی بھلائی کی ہے جس کی وجہ سے تو نے جادو نہیں سیکھا۔ اس نے کہا کہ مَیں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا سوائے اس کے کہ راستہ میں سے کانٹا اٹھایا۔ اس نے کہا بس یہی تو ہے جس کی وجہ سے تو جادو نہ سیکھ سکا۔ تب وہ بولا خدا تعالیٰ کی بڑی مہربانیاں ہیں کہ اس نے ذرہ سی نیکی کے بدلہ بڑے بھاری گناہ سے بچا لیا۔

ہمیں اُس خدا تعالیٰ کی ہی پرستش کرنی چاہیے جو کہ ذرہ سے کام کا بھی اجر دیتا ہے۔ خدا وہ ہے کہ انسان اگر کسی کو پانی کا گھونٹ بھی دیتا ہے تو وہ اس کا بدلہ دیتا ہے۔ دیکھو! ایک عورت جنگل میں جا رہی تھی راستہ میں اُس نے ایک پیاسے کُتّے کو دیکھا۔ اُس نے اپنے بالوں سے رسا بنا کر کنویں سے پانی کھینچ کر اس کُتّے کو پلایا جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو قبول کر لیا ہے اور وہ اس کے تمام گناہ بخش دے گا اگرچہ وہ تمام عمر فاسقہ رہی ہے۔ ایک اور قصہ بیان کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تین آدمی پہاڑ پر پھنس گئے وہ اس طرح کہ انہوں نے پہاڑ کی غار میں ٹھکانہ لیا تھا جبکہ ایک پتھر سامنے سے آگرا اور راستہ بند کر لیا۔ تب ان تینوں نے کہا کہ اب تو نیک کام ہی بچائیں گے۔ چنانچہ ایک نے کہا کہ ایک دفعہ مَیں نے مزدور لگائے تھے مزدوری کے وقت ان میں سے ایک کہیں چلا گیا۔ مَیں نے بہت ڈھونڈا آخر نہ ملا تو مَیں نے اس کی مزدوری سے ایک بکری خریدی اور اس طرح چند سال تک ایک بڑا گلّا ہو گیا۔ پھر وہ آیا اُس نے کہا کہ مَیں نے ایک دفعہ آپ کی مزدوری کی تھی اگر آپ دیں تو عین مہربانی ہوگی۔ مَیں نے اس کا تمام مال اس کے سپرد کر دیا۔ اے اللہ! اگر تجھے میرا یہ نیک عمل پسند ہے تو میری مشکل آسان کر۔ اتنے میں تھوڑا پتھر اونچا ہو گیا۔ پھر دوسرے نے اپنا قصّہ بیان کیا اور پھر بولا کہ اے اللہ! اگر میری یہ نیکی تجھے پسند ہے تو میری مشکل آسان کر۔ پتھر ذرا اور اونچا ہو گیا۔ پھر تیسرے نے کہا کہ میری ماں بوڑھی تھی ایک رات کو اس نے پانی طلب کیا میں جب پانی لایا تو وہ سو چکی تھی۔ مَیں نے اُس کو نہ اٹھایا کہ کہیں اس کو تکلیف نہ ہو اور وہ پانی لیے تمام رات کھڑا رہا۔ صبح اٹھی تو اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر تجھے میری یہ نیکی پسند ہے تو مشکل کو دور کر۔ پھر اس قدر پتھر اونچا ہو گیا کہ وہ سب نکل گئے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو نیکی کا بدلہ دیا۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 24-27)

سامعین! عورتوں کو ایک اَور موقع پر وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

" اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا مگر تاہم آپؐ کی بیویاں سب کام کر لیا کرتی تھیں۔ جھاڑو بھی دے لیا کرتی تھیں اور ساتھ اس کے عبادت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک بیوی نے اپنی حفاظت کے واسطے ایک رسا لٹکا رکھا تھا کہ عبادت میں اُونگھ نہ آئے۔ عورتوں کے لیے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجالانا ہے۔ خدا کا شکر کرنا اور خدا کی تعریف کرنی یہ بھی عبادت ہے اور دوسرا ٹکڑا عبادت کا نماز کو ادا کرنا ہے۔

کوئی شخص نواب تھا۔ صبح کو نماز کے لیے نہیں اٹھتا تھا۔ ایک مولوی نے اُسے وعظ سنایا اُس پر نواب نے اپنے خادم کو کہا کہ مجھے صبح کو اٹھا دینا۔ خادم نے دو تین مرتبہ اس کو جگایا۔ جب ایک مرتبہ جگایا تو اُس نے دوسری طرف کروٹ بدل لی جب دوبارہ اُس طرف ہو کر جگایا پھر اَور طرف ہو گیا جب تیسری مرتبہ جگایا تو اُس نے اٹھ کر اس کو خوب مارا اور کہا کمبخت! جب ایک مرتبہ نہیں اٹھا تو تجھے معلوم نہ ہوا کہ ابھی نہ اٹھوں گا پھر کیوں جگایا اور اتنا مارا کہ وہ بیچارہ بے ہوش ہو گیا۔ آپ ہی تو مولوی سے وہاں

سے وعظ سن کر اس کو کہا تھا کہ مجھ کو اٹھا دینا پھر جب اس نے جگایا تو اس بیچارے کی شامت آئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے پاس بہت سا حصہ جاگیر کا ہوتا ہے وہ ایسے غافل ہو جاتے ہیں کہ حقّ اللہ کا ان کو خیال نہیں آتا۔ امراء میں بہت سا حصہ تکبّر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے اور نہ دوسرا حصہ خلقت کی خدمت کا اُن سے ادا ہوتا ہے۔ خلقت کی خدمت کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی غریب آدمی سلام کرتا ہے تو بھی بُرا مناتے ہیں۔ ایسا ہی عورتوں کا حال ہے۔ کوئی چھوٹی عورت آوے تو چاہیے کہ بڑی کو سلام کرے۔ یہ دو ٹکڑے شریعت کے ہیں حقّ اللہ اور حقّ العباد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو کہ کس قدر خدمات میں عمر کو گزارا اور حضرت علیؓ کی حالت کو دیکھو کہ اتنے پیوند لگائے کہ جگہ نہ رہی۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک بُڑھیا کو ہمیشہ حلوہ کھلانا وطیرہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کس قدر التزام تھا۔ جب آپ فوت ہو گئے تو اس بڑھیا نے کہا کہ آج ابو بکرؓ فوت ہو گیا۔ اُس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھ کو الہام ہوا یا وحی ہوئی ہے؟۔ تو اُس نے کہا نہیں! آج حلوہ لے کر نہیں آیا اس واسطے معلوم ہوا کہ فوت ہو گیا۔ یعنی زندگی میں ممکن نہ تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوہ نہ پہنچے۔ دیکھو! کس قدر خدمت تھی ایسا ہی سب کو چاہیے کہ خدمت کرے۔ ایک بادشاہ اپنا گزارا قرآنِ شریف لکھ کر کیا کرتا تھا۔

اگر کسی کو کسی سے کراہت ہووے اگرچہ کپڑے سے ہو یا کسی اور چیز سے ہو تو چاہیے کہ وہ اس سے الگ ہو جاوے مگر رُوبرو ذکر نہ کرے کہ یہ دل شکنی ہے اور دل کا شکستہ کرنا گناہ ہے۔ اگر کھانا کھانے کو کسی کے ساتھ جی نہیں کرتا تو کسی اور بہانہ سے الگ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا (النور:62)۔ مگر اظہار نہ کریں یہ اچھا نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لیے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہیے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے؟ بلکہ سوال یہ ہو گا کہ تمہارا عمل کیا ہے؟ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہ! خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا اگر تم کوئی بُرا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو پس چاہیے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو۔ اگر کوئی جُوڑھا اچھا کام کرے گا تو وہ بخشا جاوے گا اور اگر سیّد کوئی بُرا کام کرے گا تو وہ دوزخ میں ڈالا جاوے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے واسطے دعا کی وہ منظور نہ ہوئی۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کو کہیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ! مَیں اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھ نہیں سکتا تھا مگر اس کو پھر بھی رسہ ڈال کر دوزخ کی طرف گھسیٹ کر ذلّت کے ساتھ لے جاویں گے (یہ عمل نہ ہونے کی وجہ سے ہے کہ پیغمبر کی سفارش بھی کارگر نہ ہو گی) کیونکہ اس نے تکبّر کیا تھا۔ پیغمبروں نے غریبی کو اختیار کیا۔ جو شخص غریبی کو اختیار کرے گا وہ سب سے اچھا رہے گا۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبی کو اختیار کیا۔ کوئی شخص عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت نے اس کی بہت سی تواضع و خاطر داری کی۔ وہ بہت بھوکا تھا۔ حضرت نے اس کو خوب کھلایا کہ اس کا پیٹ بہت بھر گیا۔ رات کو اپنی رضائی عنایت فرمائی۔ جب وہ سو گیا تو اس کو بہت زور سے دست آیا کہ وہ روک نہ سکا اور رضائی میں ہی کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے سوچا کہ میری حالت کو دیکھ کر کراہت کریں گے شرم کے مارے وہ نکل کر چلا گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سے عرض کی کہ جو نصرانی عیسائی تھا وہ رضائی کو خراب کر گیا ہے اس میں دست کیا ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے دو تا کہ مَیں صاف کر دوں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں ہم جو حاضر ہیں ہم صاف کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا مہمان تھا اس لیے میرا ہی کام ہے اور اٹھ کر پانی منگوا کر خود ہی صاف کرنے لگے۔ وہ عیسائی جبکہ ایک کوس نکل گیا تو اس کو یاد آیا کہ اس کے پاس جو سونے کی صلیب تھی وہ چارپائی پر بھول آیا ہوں۔ اس لیے وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حضرت اس کے پاخانہ کو رضائی پر سے خود صاف کر رہے ہیں۔ اس کو ندامت آئی اور کہا کہ اگر میرے پاس یہ ہوتی تو مَیں کبھی اس کو نہ دھوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص کہ جس میں اتنی بے نفسی ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑکوں کی طرف راستہ میں دیکھا کرتے تھے تو اتنی شفقت کیا کرتے تھے کہ وہ لڑکے سمجھا کرتے کہ یہ ہمارا باپ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جو عورتیں کسی اور قسم کی ہوں ان کو دوسری عورتیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اور نہ مرد ایسا کریں کیونکہ یہ دل دُکھانے والی بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ کرے گا۔ یہ بہت بُری خصلت ہے یہ ٹھٹھا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت بُرا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر کوئی ایسی بات ہو جس سے دل نہ دُکھے وہ بات جائز رکھی ہے۔ جہاں تک ہو سکے ان باتوں سے پرہیز کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عمل والے کو مَیں کس طرح جزا دوں گا فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى (النزعٰت:38-40) جو شخص میرے حکموں کو نہیں مانے گا مَیں اس کو بہت بُری طرح سے جہنم میں ڈالوں گا اور ایسا ہو گا کہ آخر جہنم تمہاری جگہ ہو گی۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النزعٰت:41-42) اور جو شخص میری عدالت کے تخت کے سامنے کھڑا

ہونے سے ڈرے گا اور خیال رکھے گا تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اس کا ٹھکانہ جنت میں کروں گا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی ۔اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی ۔وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰٓی ۔ اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی (عبس:2-5)اِس سورت کے نازل ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت کے پاس چند قریش کے بڑے بڑے آدمی بیٹھے تھے۔ آپؐ ان کو نصیحت کر رہے تھے کہ ایک اندھا آ گیا۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو دین کے مسائل بتلا دو۔ حضرت نے فرمایا کہ صبر کرو۔ اِس پر خدا تعالیٰ نے بہت غصّہ کیا۔ آخر آپؐ اس کے گھر گئے اور اُسے بلا کر لائے اور چادر بچھا دی اور کہا کہ تو بیٹھ۔ اس اندھے نے کہا مَیں آپ کی چادر پر کیسے بیٹھوں۔ آپؐ نے وہ چادر کیوں بچھائی تھی اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں۔ تکبّر اور شرارت بُری بات ہے۔ ایک ذرا سی بات سے ستّر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک شخص عابد تھا۔ وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا اور مدّت سے وہاں بارش نہ ہوئی تھی۔ ایک روز بارش ہوئی تو پتھروں اور روڑیوں پر بھی ہوئی۔ تو اُس کے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کے واسطے ہے یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی۔ یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا تھا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اس کا سارا ولی پُنا چھین لیا۔ آخر وہ بہت سا غمگین ہوا اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اس کو پیغام آیا کہ تو نے اعتراض کیوں کیا تھا تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے۔ اُس نے کسی سے کہا کہ ایسا کر کہ میری ٹانگ میں رسّہ ڈال کر پتھروں پر گھسیٹتا پھر۔ اس نے کہا ایسا کیوں کروں؟ اُس عابد نے کہا کہ جس طرح مَیں کہتا ہوں اس طرح کرو۔ آخر اس نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اس کی دونوں ٹانگیں پتھروں پر گھسیٹنے سے چِھل گئیں تب خدا نے فرمایا کہ بس کر اب معاف کر دیا۔ اب دیکھو کہ لوگ کتنے اعتراض کرتے ہیں ذرا زیادہ بارش ہو جاوے تو کہتے ہیں کہ ہم کو ڈبونے لگ گیا ہے اور ذرا توقف بارش میں ہو تو کہتے ہیں کہ اب ہم کو مارنے لگا ہے ۔ یہ اعتراض کیسے بُرے ہوتے ہیں۔ دیکھو! تقویٰ کیسے گم ہو گیا ہے۔ اگر ایک دو آنے رستے میں مل جاویں تو جلدی سے اٹھا لیتا ہے اور پھر اس کو کسی سے نہیں کہتا حالانکہ تقویٰ کا کام یہ تھا کہ اس کو سب کو سناتا اور جس کے ہوتے اس کے حوالہ کرتا۔ پھر کہتے ہیں کہ بارش نہیں ہوتی بارش کیسے ہو؟ اللہ تعالیٰ بہت سے گناہ تو معاف ہی کر دیتا ہے۔ اگر زیادہ بارش ہو تو دہائی دیتے ہیں اگر دھوپ زیادہ ہو تو بھی دہائی دیتے ہیں۔ اِن سب حالتوں میں انسان تقویٰ سے خالی ہوتا ہے۔ پس چاہیے کہ صبر کرے۔ اگر صبر نہ کرے تو پھر کافر ہو کر تو روٹی کھانی حرام ہے۔ انسان کو چاہیے کہ کبھی خدا تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے۔

دیکھو! ہمارے پیغمبرِ خدا کے ہاں بارہ لڑکیاں ہوئیں۔ آپؐ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہ ہوا اور جب کوئی غم ہوتا تو اناللہ ہی کہتے رہے۔ اب اگر کسی کا لڑکا مر جاوے تو برس برس تک روتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کشائش دیوے تو تعریف کرتے ہیں مگر ذرا سختی آ جاوے تو فوراً پھر جاتے ہیں۔ ایک شخص کی یہاں بیوی فوت ہو گئی تو وہ فوراً دہریہ ہو گیا۔ انسان کو چاہیے کہ علاقہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا رکھے کہ کبھی سختی آوے تو توڑنا نہ پڑے گویا کبھی نہیں آئی۔ حضرت ایوبؑ کتنے صابر تھے کہ خدا تعالیٰ نے شیطان سے کہا کہ دیکھ! میرا بندہ کتنا صابر ہے۔ اُس نے کہا کہ کیوں نہ ہو بکریاں بہت ہیں آرام سے کھاتا پیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نے تجھ کو اس کی بکریوں پر مسلّط کیا۔ اُس نے سب کو فنا کر دیا اور حضرت ایوبؑ کے خادم نے خبر پہنچائی کہ تمہاری بکریاں سب مر گئیں۔ آپ نے فرمایا کہ تُو یوں کیوں کہتا ہے کہ میری بکریاں مر گئیں وہ تو خدا تعالیٰ کی تھیں اُس نے اپنی امانت واپس لے لی۔ پھر شیطان سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو! میرا بندہ ایوبؑ کیسا صابر ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں! اس کو یہ خیال ہے کہ اونٹ بہت سے ہیں بکریاں فنا ہو گئیں تو کیا ہوا۔ ان سے سب طرح کے کام چل سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نے تجھ کو اونٹوں پر بھی مسلّط کیا۔ پھر سب اونٹ فنا ہو گئے اور اسی طرح خادم نے خبر دی تو حضرت ایوبؑ نے وہی کہا کہ میرے نہیں تھے یہ تو خدا تعالیٰ نے دیے تھے اُس نے واپس لے لیے پھر کیا افسوس ہے۔ پھر شیطان سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھا! میرا بندہ کیسا صابر ہے۔ اُس نے کہا کہ اس کے دل میں تقویت ہے کہ گائیاں بتہیری ہیں ان سے سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ آخر ان پر بھی اسی طرح شیطان کو مسلّط کیا گیا وہ بھی فنا ہو گئیں اور حضرت ایوبؑ نے صبر کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو شیطان نے جواب دیا کہ اس کے پاس فرزند بتہیرے ہیں دل میں جانتا ہے کہ کیا ہوا یہ جیتے ہیں تو پھر بہت سارا مال اکٹھا ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے فرزندوں کو بھی وفات دے دی۔ پھر شیطان نے کہا کہ خدایا! اس کی تندرستی بہت ہے اس کی بدولت سب کچھ مل سکتا ہے۔ آخر یہ ہوا کہ نہایت بیمار ہو گئے اور تندرستی بھی جاتی رہی مگر صبر کیا اور پھر خدا تعالیٰ نے شیطان سے کہا کہ میرا بندہ کیسا صابر ہے۔ شیطان چپ سا ہو گیا مگر ان کی بیوی جو ہمیشہ کھانا پکایا کرتی تھی شیطان اس کو راستے میں ملا وہ اور ایک بڈھی کی شکل میں اس سے کہا کہ تیرا خاوند ایسا ہے، ایسا ہے۔ تو اس کی کیوں خدمت کرتی ہے۔ اُس نے یہ بات حضرت ایوبؑ سے کہی۔ انہوں نے کہا وہ تو شیطان تھا تو نے اس کی بات کیوں میرے پاس کہی۔ مَیں اچھا ہو کر تجھ کو سو بید ماروں گا۔ پھر خدا تعالیٰ کی رحمت ہوئی تو ایوب علیہ السلام کے پاس فرشتہ آیا اور اپنے پاؤں مار کر ایک چشمہ نکالا اس میں نہانے کے واسطے کہا۔ حضرت ایوبؑ اس میں نہا کر اچھے ہو گئے اور پھر بیوی کی طرف متوجہ ہوئے تو چونکہ آپ نے قسم کھائی تھی اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ بیوی تمہاری بے قصور ہے صرف ایک جھاڑو بجائے سو بید کے اس کے بدن سے چھو دو تا کہ قسم جھوٹی نہ ہووے۔

اب دیکھو! کتنا صابر ہونا ان کا ثابت ہے۔ اُن کا قصّہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں باوجودیکہ صدہا سال گزر گئے تھے نقل کیا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (البقرہ:156) کبھی ہم تم کو نہایت فقر و فاقہ سے آزمائیں گے اور کبھی تمہارے بچے مر جاویں گے۔ تو جو لوگ مومن ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ہی مال تھا ہم بھی تو اسی کے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہی لوگوں نے جو صبر کرتے ہیں میرے مطلب کو سمجھا ہے۔ اُن پر میری بڑی رحمتیں ہیں جن کا کوئی حدّ و حساب نہیں۔ تو دیکھو! یہ باتیں ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ غریب آدمی کے ساتھ تکبّر کے ساتھ پیش نہیں آنا چاہیے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 53-59)

پھر حضورؑ نے عورتوں کو یوں نصیحت فرمائی:

" وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا۔ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:3-4)۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اُس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے معلوم بھی نہ ہو گا۔ رزق کا خاص طور سے اس واسطے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیویں تو خدا تعالیٰ خود اُن کو رزق پہنچاوے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ (الاعراف:197) جس طرح پر ماں بچے کی متولّی ہوتی ہے اُسی طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں صالحین کا متکفّل ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُس کے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے اور اُس کے مال میں طرح طرح کی برکتیں ڈال دیتا ہے۔ انسان بعض گناہ عمداً بھی کرتا ہے اور بعض گناہ اس سے ویسے بھی سرزد ہوتے ہیں۔ جتنے انسان کے عضو ہیں ہر ایک عضو اپنے اپنے گناہ کرتا ہے۔ انسان کا اختیار نہیں کہ بچے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے بچاوے تو بچ سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے گناہ سے بچنے کے لیے یہ آیت ہے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ:5) جو لوگ اپنے رب کے آگے انکسار سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ شاید کوئی عاجزی منظور ہو جاوے تو اُن کا اللہ تعالیٰ خود مددگار ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص عابد بہت دعا کرتا تھا کہ یا اللہ تعالیٰ! مجھ کو گناہوں سے آزادی دے۔ اُس نے بہت دعا کرنے کے بعد سوچا کہ سب سے زیادہ عاجزی کیوں کر ہو؟ معلوم ہوا کہ کتّے سے زیادہ عاجز کوئی نہیں تو اس نے اس کی آواز سے رونا شروع کیا۔ کسی اور شخص نے سمجھا کہ مسجد میں کتا آ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی میرا برتن پلید کر دیوے۔ اس نے آکر دیکھا تو عابد ہی تھا۔ کتّا کہیں نہ دیکھا۔ آخر اُس نے پوچھا کہ یہاں کتّا رو رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں ہی کتّا ہوں۔ پھر پوچھا کہ تم ایسے کیوں رو رہے تھے؟ کہا کہ خدا تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے اس واسطے مَیں نے سوچا کہ اس طرح میری عاجزی منظور ہو جاوے گی۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لڑکے کے واسطے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے۔ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ دعا کرے۔ بہت سے شخص ایسے ہوتے ہیں کہ کسی گناہ سے نہیں بچتے لیکن اگر ان کو کوئی شخص بے ایمان یا کچھ اور کہہ دے تو بڑے جوش میں آتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو کوئی گناہ نہیں کرتے پھر ہم کو یہ کیوں کہتا ہے۔ اس طرح انسان کو معلوم نہیں کہ کیا کیا گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ پس اس کو کیا خبر ہے کہ کیا کچھ لکھا ہوا ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ اپنے عیبوں کو شمار کرے اور دعا کرے پھر اللہ تعالیٰ بچاوے تو بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے دعا کرو مَیں مانوں گا اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔

دو چیزیں ہیں ایک تو دعا کرنی چاہیے دوسرا طریق یہ ہے كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبہ:119) راست بازوں کی صحبت میں رہ کر تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، بینا ہے، سننے والا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے بندوں کو صدہا نعمتیں دیتا ہے۔ جو لوگ ہر روز نئے گناہ کرتے ہیں وہ گناہ کو حلوے کی طرح شیریں خیال کرتے ہیں اُن کو خبر نہیں کہ یہ زہر ہے کیونکہ کوئی شخص سنکھیا جان کر نہیں کھا سکتا۔ کوئی شخص بجلی کے نیچے نہیں کھڑا ہوتا اور کوئی شخص سانپ کے سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ کوئی شخص کھانا شکّی نہیں کھا سکتا اگرچہ اس کو کوئی دو چار روپے بھی دے۔ پھر باوجود اس بات کے جو یہ گناہ کرتا ہے اس کو خبر نہیں ہے پھر کیوں کرتا ہے؟۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا دل مضرّ یقین نہیں کرتا اس واسطے ضرور ہے کہ آدمی پہلے یقین حاصل کرے۔ جب تک یقین نہیں، غور نہیں کرے گا اور کچھ نہ پائے گا۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے پیغمبروں کا زمانہ بھی دیکھ کر اُن پر ایمان نہ آیا۔ اِس کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے غور نہیں کیا۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (بنی اسرائیل:16) ہم عذاب نہیں کیا کرتے جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں اور وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا (بنی اسرائیل:17) پہلے امراء کو اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے وہ ایسے افعال کرتے ہیں کہ آخر ان کی پاداش میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ غرضکہ

ان باتوں کو یاد رکھو اور اولاد کی تربیت کرو۔ زنانہ کرو۔ کسی شخص کا خون نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ساری عبادتیں ایسی رکھی ہیں جو بہت عمدہ زندگی تک پہنچاتی ہیں۔ عہد کرو اور عہد کو پورا کرو اگر تکبّر کرو گی تو تم کو خدا ذلیل کرے گا۔ یہ ساری باتیں بُری ہیں۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 60-63)

سامعین! پھر عورتوں کو وعظ کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں۔

"سلطان محمود سے ایک بزرگ نے کہا کہ جو کوئی مجھ کو ایک دفعہ دیکھ لیوے اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ محمود نے کہا کہ یہ کلام تمہارا پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے۔ اُن کو کفار ابو لہب، ابو جہل وغیرہ نے دیکھا تھا اُن پر دوزخ کی آگ کیوں حرام نہ ہوئی۔ اس بزرگ نے کہا کہ اے بادشاہ! کیا آپ کو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ وَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ (الاعراف:199)۔ اگر دیکھا اور جھوٹا کاذب سمجھا تو کہاں دیکھا؟

حضرت ابو بکرؓ نے، فاطمہؓ (ممکن ہے خدیجہؓ فرمایا ہو۔ مرتّب) نے، حضرت عمرؓ نے اور دیگر اصحابؓ نے آپؐ کو دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے آپؐ کو قبول کر لیا۔ دیکھنے والا اگر محبت اور اعتقاد کی نظر سے دیکھتا ہے تو ضرور اثر ہو جاتا ہے اور جو عداوت اور دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہے تو اسے ایمان حاصل نہیں ہوا کرتا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر کوئی میرے پیچھے نماز ایک مرتبہ پڑھ لیوے تو بخشا جاتا ہے۔ اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو جو لوگ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کے مصداق ہو کر نماز کو آپ کے پیچھے ادا کرتے ہیں تو وہ بخشے جاتے ہیں۔

اصل میں لوگ نماز میں دنیا کے رونے روتے رہتے ہیں اور جو اصل مقصود نماز کا قربِ الی اللہ اور ایمان کا سلامت لے جانا ہے اس کی فکر ہی نہیں حالانکہ ایمان سلامت لے جانا بہت بڑا معاملہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب انسان اس واسطے روتا ہے کہ مجھ کو با ایمان اللہ تعالیٰ دنیا سے لے جاوے تو خدا تعالیٰ اُس کے اوپر دوزخ کی آگ حرام کرتا ہے اور بہشت اُن کو ملے گا جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حصول ایمان کے لیے روتے ہیں مگر یہ لوگ جب روتے ہیں تو دنیا کے لیے روتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو بھلا دے گا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ (البقرہ: 153)۔ تم مجھ کو یاد رکھو مَیں تم کو یاد رکھوں گا۔ یعنی آرام اور خوشحالی کے وقت تم مجھ کو یاد رکھو اور میرا قرب حاصل کرو تا کہ مصیبت میں مَیں تم کو یاد رکھوں۔ یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ مصیبت کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر انسان اپنے ایمان کو صاف کر کے اور دروازہ بند کر کے رووے بشرطیکہ پہلے ایمان صاف ہو تو وہ ہرگز بے نصیب اور نامراد نہ ہو گا۔ حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں کہ مَیں بڈھا ہو گیا مگر مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جو شخص صالح ہو اور با ایمان ہو پھر اس کو دشواری پیش ہو اور اس کی اولاد بے رزق ہو۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِفَتٰىہُ لَاۤ اَبۡرَحُ (الکہف:61)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ وعظ فرما رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ سے کوئی اور بھی علم میں زیادہ ہے؟ تو انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ان کی پسند نہ آئی (یعنی یوں کہتے کہ خدا کے بندے بہت سے ہیں جو ایک سے ایک علم میں زیادہ ہیں) اور حکم ہوا کہ تم فلاں طرف چلے جاؤ جہاں تمہاری مچھلی زندہ ہو جاوے گی وہاں تم کو ایک علم والا شخص ملے گا۔ پس جب وہ اُدھر گئے تو ایک جگہ مچھلی بھول گئے۔ جب دوبارہ تلاش کرنے آئے تو معلوم ہوا کہ مچھلی وہاں نہیں ہے۔ وہاں ٹھہر گئے تو ایک ہمارے بندہ سے ملاقات ہوئی اس کو موسیٰؑ نے کہا کہ مجھے اجازت ہے کہ آپ کے ساتھ رہ کر علم اور معرفت سیکھوں۔ اس بزرگ نے کہا کہ اجازت دیتا ہوں مگر آپ بدگمانی سے بچ نہیں سکیں گے کیونکہ جس بات کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی اور سمجھ نہیں دی جاتی تو اس پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ جب دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص ایک موقع پر بے محل کام کرتا ہے تو اکثر بدظنّی ہو جاتی ہے۔ پس موسیٰؑ نے کہا کہ مَیں کوئی بدظنّی نہ کروں گا اور آپ کا ساتھ دوں گا۔ اس نے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ چلے گا تو مجھ سے کسی بات کا سوال نہ کرنا۔ پس جب چلے تو ایک کشتی پر جا کر سوار ہوئے۔ (یہاں پر حضرت اقدس علیہ السلام نے حضرت موسیٰؑ کا وہ تمام قصّہ کا ذکر کیا جو کہ سورہ کہف میں مذکور ہے پھر اس دیوار کے خزانہ کی نسبت فرمایا کہ) اُس کو اس واسطے درست کر دیا کہ وہ دو یتیم بچوں کے کام آوے۔ اس واسطے یہ کام کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان بچوں نے کوئی نیک کام نہ کیا تھا مگر ان کے باپ کے نیک بخت اور صالح ہونے کے باعث خدا تعالیٰ نے ان بچوں کی خبر گیری کی۔

دیکھو! کہاں یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کے واسطے اُس کی اولاد کا اس قدر خیال رکھا اور کہاں یہ کہ انسان غرق ہوتا چلا جاتا ہے اور تباہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے ہر حال میں تعلق رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے۔ دیکھو! ایک انسان کے دن برگشتہ ہیں، کام اس کے خراب ہیں مگر خدا تعالیٰ رحم نہیں کرتا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ قابلِ رحم ہی نہیں ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو انسان پر بڑا رحم ہے۔ ہزاروں گناہ بخشتا ہے۔ جب انسان بہت تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ پیدا کرتا ہے اور سب طرح سے اسی کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِعۡمَلۡ مَا شِئۡتَ فَاِنِّیۡ غَفَرۡتُ لَکَ یعنی جو تیری

مرضی ہو کیے جائیں نے تجھے سب کچھ بخش دیا۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ (حٰم سجدہ:41) یعنی جو چاہو سو کیے جاؤ۔ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا مہربان اور رحیم ہے اور بہت رحم سے معاملہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ

وہ خدا جو کہ عرصہ سے مخفی چلا آتا تھا اب نقاب اٹھا کر چہرہ دکھا رہا ہے۔ کیا آج تک کسی نے ایسا بولتا خدا دیکھا تھا جیسے کہ اب رات دن بول رہا ہے۔

موجودہ زمانہ کے گدی نشین جو کہ دینی ضرورتوں سے غافل ہیں ان کے ذکر پر فرمایا کہ

اگر پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی ایک فقیر کی طرح گدی پر بیٹھے رہتے تو صریح کامیابی جو کہ آپؐ نے دنیا میں دیکھ لی کیسے نظر آتی۔ طاعون کا ظاہر ہونا بھی خدا تعالیٰ کی رحمت ہے مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:108) اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے کہ جب آپؐ ہر ایک قسم کے خُلق سے ہدایت کو پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپؐ نے اخلاق، صبر، نرمی اور نیز مار ہر ایک طرح سے اصلاح کے کام کو پورا کیا اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلائی۔ مال دینے میں نرمی برتنے میں عقلی دلائل اور معجزات کے پیش کرنے میں آپ نے کوئی فرق نہیں رکھا۔ اصلاح کا ایک طریق مار بھی ہوتا ہے کہ جیسے ماں ایک وقت بچہ کو مار سے ڈراتی ہے وہ بھی آپ نے برت لیا تو مار بھی ایک خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ جو آدمی اور کسی طریق سے نہیں سمجھتے خدا تعالیٰ ان کو اس طریق سے سمجھاتا ہے کہ وہ نجات پاویں۔

خدا تعالیٰ نے چار صفات جو مقرر کی ہیں جو کہ سورہ فاتحہ کے شروع میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں سے کام لے کر تبلیغ کی ہے۔ پہلے رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یعنی عام ربوبیت ہے تو آیت مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:108) اس کی طرف اشارہ کرتی ہے پھر ایک جلوہ رحمانیت کا بھی ہے کہ آپ کے فیضان کا بدل نہیں ہے ایسی ہی دوسری صفات"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 66-69)

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(کمپوزڈ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)